سیرتِ معصومین علیہم السلام
احسن المقال
ترجمہ
منتہی الآمال
مؤلف
ثقۃ المحدثین آقائی شیخ عباس قمی
ترجمہ
مولانا سید صفدر حسین نجفی مرحوم
مصباح القرآن ٹرسٹ
لاہور پاکستان

سیرتِ معصومین علیہم السّلام

احسن المقال جلد اوّل

ترجمہ

منتہی الآمال

مؤلف

ثقۃ المحدثین آقائی شیخ عباس قمیؒ

ترجمہ

مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح

مولانا غلام رضا ناصر نجفی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

24 الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ 0321-4481214,042-37314311

نام کتاب ---------- سیرت معصومینؑ۔ احسن المقال جلد اوّل

مؤلف ---------- ثقۃ المحدثین آقای شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ---------- مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح ---------- مولانا محمد سعید الحسن

کمپوزنگ ---------- فضل عباس سیال (الحمد گرافکس لاہور)

سال اشاعت ---------- 2014ء

ناشر ---------- مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

ہدیہ ----------

ملنے کا پتہ

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

فون نمبرز۔ 0321-4481214,042-37314311

ناگاہ امام حسینؑ کے سر مقدس پر پڑی تو بے تاب ہو کر سر کو اٹھایا اور اس کا بوسہ لیا، اور اپنی گود میں رکھا اور نوحہ خوانی کرتے ہوئے کہا:

ترجمہ اشعار: واحسیناہ میں حسینؑ کو نہیں بھولوں گی، دشمنوں کے نیزے ان کی طرف بڑھے اور انہیں کربلا میں پچھاڑ دیا، خدا کربلا کے دونوں اطراف کو سیراب نہ کرے اور تواریخ میں مسطور ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد ایک سال سے زیادہ زندہ نہیں رہیں۔

اور یہ مدت ہمیشہ گریہ و سوگواری میں گزار دی اور دھوپ سے سایہ میں نہیں بیٹھتی تھیں گویا بعد اس کے کہ انہوں نے بدن مطہر سید الشہدا کو دھوپ میں پڑے ہوئے دیکھا تھا دل سے معاہدہ کیا کہ پھر کبھی سایہ میں نہ بیٹھوں گی، اور ابن اثیر نے کامل میں کہا ہے کہا جاتا ہے کہ جناب رباب ایک سال تک امام حسینؑ کی قبر پر بیٹھی رہیں، اس کے بعد مدینہ کی طرف واپس گئیں اور حزن و ملال میں وفات پائی۔

فقیر کہتا ہے کہ حسن مثنیٰ کے حالات میں آپ جان چکے ہیں کہ ان کی زوجہ جناب فاطمہ بنت الحسینؑ بھی ایک سال تک ان کی قبر پر بیٹھی رہیں اور وہاں سوگواری اور عبادت میں مشغول رہیں اور اس مدت کے بعد گھر کی طرف منتقل ہوئیں۔

تیسری آپ کی زوجہ لیلیٰ بنت ابو مرۃ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ تھیں کہ جن کی ماں میمونہ بنت ابو سفیان تھی اور لیلیٰ جناب علی اکبر کی والدہ ماجدہ تھیں، اور جناب علی اکبر باپ کی طرف سے ہاشمی اور ماں کی طرف سے قبیلہ ثقیف اور امیہ سے قرابت رکھتے ہیں اور اسی لئے معاویہ نے کہا تھا کہ علی اکبر خلافت کے زیادہ لائق ہیں کیونکہ ان کے نانا رسول خداؐ ہیں اور بنی ہاشم کی شجاعت بنی امیہ کی سخاوت اور بنی ثقیف کے حسن منظر و فخر و مباہات کے جامع ہیں، مقاتل اور کتب معتبرہ میں جناب لیلیٰ کا کربلا، کوفہ یا شام میں ہونے کا تذکرہ نہیں ہے، اور اگر وہ ہوتیں تو آل ابو سفیان کا گروہ اور اہل شام اپنے امام کی قرابت کی رو رعایت اور لحاظ کرتے لہذا بعض اہل منبر کی عبارات جناب لیلیٰ کے حق میں کربلا کے حالات میں وقعت نہیں رکھتیں اور ایک آپ کی زوجہ وہ خاتون ہیں جن کا نام معلوم نہیں جو کربلا میں موجود تھیں، اور شہادت کے بعد قید ہوئیں اور حاملہ تھیں، اور جس وقت اہل بیتؑ کو کوفہ سے شام کی طرف لئے جا رہے تھے تو حلب کے پاس جوشن پہاڑ میں ان کا بچہ سقط ہوا جیسا کہ چھٹی فصل میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

خاتمہ

مخفی نہ رہے کہ الحمد للہ جو کچھ شیعہ علاقوں اور شہروں میں متعارف و مرسوم ہے، عزاداری و ماتم سید الشہدا علیہ الاف التحیہ والثناء کا قائم رکھنا اور مجالس میں جمع ہونا اور علم نکالنا اور خیمے نصب کرنا اور بازار بند کرنا، عاشوراء کے دن اور دستہ جات کا راستوں کی گردش کرنا اور نوحے دھر میں پڑھنا اور رونا و رولانا اور ان کے علاوہ دوسرے ایسے افعال بجالانا کہ جن سے شریعت مطہرہ نے منع نہیں کیا اور جن میں کوئی عذر شرعی نہیں یہ چیزیں عبادات شرعیہ و راجحہ میں سے ہیں اور ان کے ثواب ہائے جلیلہ اور اجر ہائے جمیلہ ہیں اور مطلب انتہائی واضح و روشن ہونے کی بنا پر محتاج دلیل نہیں اور متتبع خبیر اور ناقد بصیر پر واضح ہے کہ اخبار متواترہ وارد ہوئی ہیں، حضرت پر رونے و گریہ

کرنے اور آپ کے مصائب کو یاد کرنے لوگوں کو رلانے اور رونے کی شکل بنانے میں یعنی بہت وصورت ایسی ہو جو گریہ کرنے والے کی ہو نہ یہ کہ رونے میں ریا کاری ہو کیونکہ حضرت سید الشہداؑ پر رونا عبادت ہے، اور ریاء عبادات میں جائز نہیں جیسا کہ ادلہ شرعیہ میں قیاس اور معاملات میں سود جائز نہیں ہے اور اسی طرح بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں کہ آئمہ معصومینؑ کے ذکر فکر و امر کو زندہ رکھا جائے اور یہ کہ وہ مجالس صاحب فضیلت ہیں جن میں ان کے امر کو زندہ رکھا جاتا ہے اور یہ کہ آئمہ معصومینؑ ان مجالس کو دوست رکھتے ہیں اور ملائکہ ان مجالس میں حاضر ہوتے ہیں، اور اسی طرح بہت سی روایات میں وارد ہے کہ ہر چیز میں جزع و فزع کرنا مکروہ ہے مگر امام حسین حضرت سید الشہداؑ پر جزع فزع کرنا اور بہت سی روایات میں وارد ہے کہ ایام عاشورا حزن و ملال و مصیبت اہل بیت کے دن تھے اور یہ بھی روایت ہوئی کہ ہمارے حزن کے ساتھ محزون ہوں اور ہمارے سرور سے مسرور ہوں، بے شمار روایات وارد ہوئی ہیں کہ آئمہ علیہم السلام شعراء کو مرثیہ پڑھنے کا حکم دیتے اور خود سنتے گریہ کرتے اور انہیں انعام و اکرام دیتے، اور اس کام کی فضیلت بیان فرماتے اور ہم اس سلسلہ کی کئی احادیث پانچویں باب میں نقل کر آئے ہیں اور کافی و تہذیب میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میرے والد بزرگوار نے فرمایا تھا کہ فلاں فلاں مال میرے لئے وقف کر دو، ان عورتوں کے واسطے جو میدان منیٰ میں منیٰ کے دنوں میں مجھ پر ندبہ (گریہ وزاری) کریں اور تہذیب میں یہ بھی روایت ہے کہ خالد بن سدیر نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ کیا حکم ہے اگر انسان اپنے باپ، ماں بھائی یا کسی دوسرے عزیز و رشتہ دار کے لئے گریبان چاک کرے، آپ نے فرمایا کہ گریبان چاک کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ جناب موسیٰ بن عمران نے اپنے بھائی کی وفات پر گریبان چاک کیا تھا، اور اس حدیث کے آخر میں ہے:

"ولقد شققن الجيوب ولطمن الخدود الفاطميات على الحسين بن على عليهما السلام و على مثله تلطم الخدود و تشق الجيوب"

امام حسینؑ پر فاطمہ زہراؑ کی شہزادیوں نے گریبان چاک کئے اور رخساروں پر طمانچے مارے اور آپ جیسے شخص پر رخساروں پر طمانچے مارے جائیں اور گریبان چاک کئے جائیں اور کئی ایک روایات میں ہے کہ شہادت امام حسینؑ کے بعد بنی ہاشم کی کسی عورت نے نہ خضاب لگایا نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا اور نہ کنگھی کی اور نہ ان کے گھروں میں باورچی خانے سے پانچ سال تک دھواں بلند ہوا، جب تک کہ عبید اللہ بن زیاد قتل نہیں ہوا اور اس کا منحوس سر مختار نے ان کے لئے نہیں بھیجا، ابن اثیر اور بہت سے اہل سنت علماء اور اہل سیر نے نقل کیا ہے کہ جناب رسول خداؐ جنگ احد سے مدینہ کی طرف واپس آئے تو آپ نے انصار کی عورتوں کی اپنے مقتولین پر نوحہ و زاری سنی تو فرمایا لکن حمزة لا بواکی له یعنی انصار میں سے قتل ہونے والوں پر تو رونے والی عورتیں موجود ہیں لیکن حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں جب انصار نے یہ سنا تو یہ سمجھا کہ رسولؐ خدا پسند فرماتے ہیں کہ ان کے چچا بزرگوار پر گریہ کیا جائے تو انہوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ جناب حمزہ پر اپنے مقتولین سے پہلے گریہ کریں، واقدی کہتا ہے کہ اہل مدینہ میں یہ رسم ہو گئی کہ وہ اب تک ہر مصیبت کے وقت حمزہ پر رونے سے ابتداء کرتے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ جناب رسالت مآبؐ کو جناب حمزہ سے اتنی محبت نہیں تھی جتنی کہ